حکمت و دانائی کا ایسا گہرا ربط ہوتا ہے کہ اس لحاظ سے ان کو اردو نثر کا روکی بے تکلف کہا جا سکتا ہے
چنانچہ یہ لکچر بھی لفظاً اور معنیً دونوں اعتبار سے موصوف کے قلم کی اس خصوصیت کے حامل ہیں اور ہر
صاحبِ ذوق کے پڑھنے کے لائق ہیں۔ اس لکچر میں ایک جگہ ذکر ہے کہ سرسید نے شروع میں اردو زبان کو
ذریعۂ تعلیم بنایا اور پھر اس کو ترک کر کے انگریزی کو ذریعۂ تعلیم قرار دیا تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جیسا کہ
پروفیسر صدیقی نے بھی کہا ہے سرسید کا یہ فیصلہ نہایت دور اندیشی اور وقت شناسی پر مبنی تھا۔ اس سے
اردو زبان کے ان کوتاہ اندیش اور ناداں دوستوں کو عبرت ہونی چاہیے جو آج کل اردو یونیورسٹی"
کے لیے شور مچا رہے اور حکومت سے اس کے قیام کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ثانوی اور اعلیٰ
تعلیم کے لئے اردو کو ذریعۂ تعلیم بنانا اگر سرسید کے عہد میں مسلمانوں کے لئے پسماندگی کا سبب ہو سکتا تھا
تو آج یہ ان کی ہلاکت کا باعث ہوگا۔

بصائر از سید شاہ لیاقت حسین صاحب قادری ایم اے۔ تقطیع کلاں ضخامت ۱۹۰ صفحات
ٹائپ جلی اور روشن۔ قیمت ۶/ پتہ:۔ بیت السادات (۱۳۸-۱۷۵) محلہ الادہ بی بی حیدرآباد

یہ کتاب جو تصوف کے فن پر ہے۔ چار ابواب پر تقسیم ہے۔ پہلے باب میں تصوف کے لفظ کی تحقیق
قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت۔ اس کا مقصد اور صوفیا کا نظام اور ان کے طریق عمل اور ان کے
سلسلوں پر ہے۔ دوسرے باب میں اللہ تعالیٰ کی صفت وجود واحدیت۔ اس کی معرفت اور مختلف
عوالم پر گفتگو کی گئی ہے۔ تیسرے باب میں عشق الٰہی اور محبتِ نبوی۔ ان کے حاصل کرنے کے وسائل و ذرائع
اور ان کی تاثیر پر کلام کیا گیا ہے۔ چوتھا باب دنیا کی زندگی کی بے حقیقتی و بے ثباتی اور عالم آخرت کے
فیوض و برکات کے ذکر کے لیے مخصوص ہے۔ اس بنا پر نظری اور عملی دونوں اعتبار سے کتاب مفید ہے
اور اس سے رجوع الی اللہ اور ترک ماسوا کا جذبہ پیدا ہوتا ہے لیکن تصوف بذاتِ خود بحیثیت ایک
فن کے ایک نہایت پیچیدہ اور پر از نشیب و فراز شاہراہ ہے۔ اس لئے اس سلسلہ کے تمام مسائل و معاملات
پر اربابِ شریعت کا اجماع نہیں ہو سکتا۔ مثلاً وحدت الوجود و سماع اور رقص و وجد وغیرہ جیسے مسائل
ہمیشہ مختلف فیہ رہے ہیں اور اربابِ شریعت کی ایک بڑی اکثریت ان کی منکر رہی ہے۔ فاضل